OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

”عرب کا چاند“ از سوامی لکشمن پرشاد کے اسلوب و منہج کا تجزیاتی مطالعہ

A Critical Study of "Arab Ka Chand" by Swami Laxman Prasad

Zainab Bibi
M.Phil Scholar, Department Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: za4634240@gmail.pk

Dr. Sabiha Abdul Qudoos
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: sabiha.6094@wum.edu.pk

Received on: 08-04-2024 Accepted on: 13-05-2024

Abstrct

The holy life of the Holy Prophet (PBUH) has always been a topic of discussion due to his universal personality and comprehensiveness. is Among these biographers are not only Muslims, but non-Muslim biographers have also written on the life of the Holy Prophet. It can be said with great confidence about Muslim biographers that they write out of love for him. But every time a non-Muslim takes a step on the way of life, there are two possibilities: either he writes out of love for the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) or he writes because of hatred and enmity towards him. Among the non-Muslim biographers, not only biographers who wrote in Enmity of the Prophet appeared, but also biographers who wrote in love for the Holy Prophet (PBUH), Swami Laxhman Parshad is one such Hindu biographer. Who has penned down the biography of the Holy Prophet in a literary style in an excellent book form. The author has devoted himself to the Prophet with great devotion and love and has written this book with full honesty. He has compiled a regular book under forty topics of the life of the Holy Prophet. Both historical and literary styles are found in this book. Due to the impartiality and honesty of the author, nothing but facts has been written in the book. There is no doubt that the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) was a great reformer who not only spread the light of Islam in the dark and ignorant society of Arabs but also brought the light of this religion to the rest of the world. The life of the Holy Prophet (PBUH) is a beacon light for all people of Arab and non-Arab world. This research paper discusses the style and sources of Arab Ka Chand by Swami Lakshman Parshad.

Keywords: biographers, universal personality, literary style, love, enmity

سوامی لکشمن پرشاد کا تعارف

سوامی لکشمن پرشاد ایک ہندو نوجوان سیرت نگار تھے جو ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے ان کی حالات زندگی کے متعلق بہت ہی کم معلومات ملتی ہیں جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے انہیں ایک فرضی کردار سمجھ لیا مگر کتاب میں حکیم محمد عبداللہ کے درج ذیل اقتباس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ایک فرضی کردار نہیں بلکہ حقیقت میں ایک ایسا ہندو نوجوان سیرت نگار جس کا نام سوامی لکشمن پرشاد تھا انہوں نے عشق رسول ﷺ

سے سرشار ہو کر اس کتاب کو تصنیف کیا ہے۔

''اس کتاب کی نگارش کا سہرا جس عزیز کے سر پہ بندھا ہے اس کا نام نامی سوامی لکشمن ہے۔اکثر احباب کا خیال ہے کہ دراصل اس کتاب کو لکھنے والا کوئی مسلمان ہے اور کسی تجارتی غرض یا تبلیغی مقصد کے لیے اس پہ سوامی لکشمن کا فرضی یا اصلی نام لکھ دیا گیا ہے۔''[1]

حکیم محمد عبداللہ کا یہ مضمون سوامی کی کتاب ''عرب کا چاند'' میں شائع کیا گیا ہے جس سے یہ ابہام دور ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کے سوامی نے نہیں بلکہ کسی مسلمان سے تصنیف کیا ہے۔ سوامی لکشمن پرشاد ہی اس کتاب کے مصنف ہیں ہاں ان کے انداز محبت اور عشقیہ جملوں سے ابہام پیدا ہوتا ہے کہ ایسا انداز محبت سرکار دوعالم ﷺ سے کوئی مسلمان ہی اختیار کر سکتا ہے مگر ایک ہندو نوجوان نے جس کا ارادہ دنیا کے چند بڑے مصلحین پر ایک بڑی کتاب لکھنے کا تھا، اس نے سب سے پہلے آنحضور ﷺ پر ہی قلم اٹھایا شاید اس کی زندگی کے دن کچھ اور باقی ہوتے تو وہ اس بڑی کتاب کو مکمل کر پاتے مگر وہ چالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ سوامی لکشمن نے دکھی اور بیمار انسانی کی ہمدری کا جذبہ اپنے دل میں رکھا اور ایک شفاخانہ بنانے کی وصیت بھی کر دی اور اس سلسلے میں کچھ نقدی بھی جوڑ لی تھی مگر شومئ قسمت کہ ان کا یہ خواب بھی پورا نہ ہو سکا۔ اس طرح انہوں نے سیرت طیبہ پر قلم اٹھانے کا جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی وجہ سے انہی شہرت دوام حاصل ہو چکی ہے۔ وہ ایک سادہ طبع کے بے لوث انسان اور ہمدردانہ جذبات کے حامل شخص تھے انکے اوصاف کے بارے میں حکیم عبداللہ یوں لکھتے ہیں:

''موصوف بے حد محنتی، حق گو، دلیر قسم کا آدمی تھا۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اپنے ضمیر کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہتا تھا۔ چنانچہ مثال کے طور پر ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ ایک مرتبہ ایک ہندو دوست موصوف کو بہت سی رقم دلانے کا وعدہ کرتا تھا کہ اگر وہ سوامی دیانند کی سوانح عمری لکھ کر انہیں دے دیں۔ مگر عرب کے چاند کے شیدا نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں سوامی دیانند کو اس قابل نہیں خیال کرتا کہ اس کی زندگی کے حالات کو قلمبند کرنے کے لیے قلم کو حرکت میں لاؤں۔''[2]

اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ سوامی کے دل میں ہندو مذہب سے بڑھ کر دین اسلام کی محبت موجود تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک ہندو پیشوا کی زندگی کے متعلق لکھنے سے انکار کیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات پر لکھنے کی ترجیح دی حالانکہ انہیں ایک اس کام کے عوض ایک خطیر رقم مل رہی تھی مگر انہوں نے خلوص سے مالا مال اپنے دل کو حب رسول ﷺ کے لیے وقف کر دیا تھا۔

مصنف کے مسلمان نہ ہونے کی وجہ

سوامی لکشمن پرشاد ایک ہندو مذہبی شخصیت تھے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام اور دیگر مذاہب پر تحقیق اور مطالعہ کرتے تھے۔ تاہم، انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ اس کی مخصوص وجوہات معلوم نہیں ہیں کیونکہ یہ ان کا ذاتی فیصلہ تھا۔ مذہب تبدیل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ عام طور پر شخصی ایمان، معاشرتی، ثقافتی، اور ذاتی تجربات پر منحصر ہوتا ہے۔ کچھ مذہبی اور فکری شخصیات مختلف مذاہب کا مطالعہ کرتی ہیں تاکہ ان کی گہرائی اور حقیقت کو سمجھ سکیں، لیکن ان میں سے ہر ایک شخص کا اپنا نظریہ اور نقطہ نظر ہوتا ہے۔ سوامی لکشمن پرشاد کا فیصلہ بھی ان کے ذاتی اور روحانی خیالات پر مبنی ہو سکتا ہے۔۔ سوامی جی جو اس دنیا کی زندگی میں اسلام قبول کیے بغیر نوجوانی کے عالم میں اس دار فانی

رخصت ہو گیا مگر وہ مسلمانوں کے لیے یہ سوال لازمی چھوڑ گیا ہے کہ مسلمانوں کو بطریق اولی اپنے محبوب پیغمبر ﷺ سے محبت کیوں نہیں ہے؟

''وہ دائرہ اسلام میں نہیں آتا اور ہندو رہتا ہوا ہی چل بستا ہے۔ یہ نہیں کہ اسے اسلام کے سچا مذہب ہونے ہیں کوئی شبہ ہے یا ہندو مذہب کو وہ حق و صداقت کا علمبر دار پاتا ہے۔ ہر گز نہیں بلکہ بسا اوقات اپنی زندگی میں ہندوؤں سے اسلام کی حمایت میں لڑائیاں لڑنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ [3]

یہ الفاظ لکھتے اور پڑھتے اور اس حقیقت کو جان کر یقیناً ہر قاری محو حیرت ہو گا کہ عشق رسول ﷺ کے اچھوتے انداز کو سیرت نگاری میں متعارف کرانے والا ہی نوجوان اس دنیائے فانی سے بغیر ایمانی دولت حاصل کیے بغیر ہی چل دیا؟ یہ یقیناً ایک نا قابل یقین حقیقت ہے کہ اس کی کتاب کا مطالعہ کرنے والا مشکل سے ہی یقین کر سکتا ہے کہ سیرت نگاری کے میدان میں اس قدر عشق رسول ﷺ کی شمع کو کئی دلوں میں افروزاں کرنے والا یہ نوجوان بغیر ایمان کے اس دنیا سے رخصت ہو چلا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاید لوگ اس تصنیف کو کسی مسلمان کی تصنیف قرار دینے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس قدر عشقیہ انداز کسی مسلمان کا ہی ہو سکتا ہے کسی ہندو کا ہر گز نہیں ہو سکتا ہے

''عرب کا چاند'' کا تعارف

''عرب کا چاند'' سیرت طیبہ پر ایک ایسی جامع کتاب ہے جو محبت و عشق رسول ﷺ کے اچھوتے اور والہانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ ۴۱۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو مکتبہ تعمیر انسانیت نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب مصنف نے ۴ سال کی محنت شاقہ کے بعد مکمل کی۔ مصنف سوامی لکشمن نے مئی ۱۹۲۹ میں رسول کی سیرت کو لکھنے کے لئے قلم اٹھایا اس دوران ان کی ملاقات حکیم عبد اللہ سے ہو گی۔ انہوں نے اس کتاب کی تصنیف میں مدد اور راہنمائی فرمائی جس سے مصنف اس کتاب کو لکھنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کتاب میں عرض ناشر، مصنف کے تعارف اور دنیا میں تحیر خیز ہنگامہ ترقی کے عنوان سے چند ابتدائی مشمولات جات کے علاوہ آنحضور ﷺ کی زندگی کو دو حصوں مکی و مدنی ادوار میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

حصہ اول: مکی دور

کتاب کے حصہ اول میں خیالات کا سحر کار اثر، دنیا کی مایہ ناز شخصیتوں کے سوانح حیات، موجودہ دور کا ہندوستان اور دور جاہلیت کا عرب، تیرہ سو برس پہلے یثرب کا چاند، بعثت، شمع حرم، شمع حرم کی شعاع ریزیاں، حضور کے والد محترم، حضرت عبد اللہ کا نکاح مبارک، نور محمدی کی برکات عظیمہ، حضور انور کی آفرنیش کی صبح درخشاں، سفر شام، نکاح مبارک، ازدواجی زندگی کا مہکتا ہوا گلشن، زو برائے نام خیالی، لغزشیں کے عنوانات کے ذریعے سیرت طیبہ کے اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں آنحضور ﷺ کے معجزات اور معراج النبی ﷺ کے اہم موضوع کو چھوڑ کر باقی تمام موضوعات کاذکر مصنف نے کیا ہے۔

حصہ دوم: مدنی دور

اس حصہ میں ہجرت حبشہ، ظالم موت کے دو جاں گداز واقعات، عرب کے میلوں اور جلسوں میں دعوت اسلام،افسوں گر پر افسوں چل گیا، نقش حق، بیعت عقبہ ثانیہ، ہجرت کی تیاریاں، مدینہ منورہ میں حضور انور کا پہلا خطبہ، سرداران یہود سے حضور کا معاہدہ، جنگ بدر، جنگ احد، مسلمانوں کی کفار سے سات لڑائیاں، شام کی سرحد پر فتنہ و فساد، واقعہ افک، جنگ احزاب، کفار کی عیارانہ چالوں کا ایک ادنی نمونہ، صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، خیبر کے یہودیوں کی شر انگیزیاں، حیات نبوی کی سب سے شاندار فتح، جنگ حنین، غزوہ تبوک، حجتہ الوداع، وفات مبارک کے موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔

سبب تالیف

آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک عظیم مصلح کی حیثیت سے اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے جنہوں نے نہ صرف عرب کے ظلمت جہالت زدہ معاشرے میں دین اسلام کی منور کرنوں کو پھیلا یا بلکہ عجم میں اس دین کی روشنی کو پہنچا دیا۔آنحضورﷺ کی زندگی عرب و عجم کے تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ ایک عالمگیر شخصیت اور جامعیت کی وجہ سے ہمیشہ ہمیں موضوع بحث رہی ہے ہر دور میں ایسے لاتعداد سیرت نگار آئے ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے۔ ان سیرت نگاروں میں نہ صرف مسلمان ہیں بلکہ غیر مسلم سیرت نگاروں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت پر قلم اٹھایا ہے۔ مسلمان سیرت نگاروں کے بارے میں بڑے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں لکھتے ہیں مگر غیر مسلم جب بھی سیرت طیبہ پر قدم اٹھاتا ہے تو دو طرح کے احتمال ہوتے ہیں یا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں لکھتا ہے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بغض اور عداوت کی وجہ سے لکھتا ہے۔ غیر مسلم سیرت نگاروں میں نہ صرف بغض رسول میں لکھنے والے سیرت نگار سامنے آئے بلکہ ایسے بھی سیرت نگار سامنے آئے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں لکھا،ان میں سوامی لکشمن پر شاد ایک ایسے ہندو سیرت نگار ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سوانح عمری کو ادبی انداز میں ایک بہترین کتابی صورت میں قلم بند کیا ہے۔ مصنف نے نہایت عقیدت اور عشق رسول سے سرشار ہو کر اس کتاب کو پوری ایمانداری کے ساتھ لکھا ہے۔ مصنف کتاب کی وجہ تالیف یوں بیان کرتے ہیں:

''جب میں مسجد کے سامنے سے گزرتا ہوں تو میری رفتار خود بخود سست پڑ جاتی ہے گویا کوئی میرا دامن پکڑ رہا ہو۔ میرے قدم وہیں رک جانا چاہتے ہیں گویا وہاں میری روح کے لیے تسکین کا سامان موجود ہوا۔ مجھ پر ایک بے خودی سی طاری ہونے لگتی ہے۔ گویا مسجد کے اندر سے کوئی میری روح کو پیام مستی دے رہا ہو۔ جب مؤذن کی زبان سے میں اللہ اکبر کا نعرہ سنتا ہوں تو میرے دل کی دنیا میں ایک ہنگامہ بپا ہو جاتا ہے۔ گویا کسی خاموش سمندر کو متلاطم کر دیا گیا ہو۔ جب نمازیوں کو میں خدائے قدوس کے سامنے سر بسجود دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں میں ایک بیداری کی پیدا ہو جاتی ہے گویا میری روح کو متوحش خواب سے جھنجوڑ کر جگا دیا گیا ہو''[4]

سوامی لکشمن کتاب کے مقدمے میں سبب تالیف بیان کرتے ہیں کہ میں بحیثیت انسان بہت ساری شخصیات سے متاثر ہوا لیکن جو عظمت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پائی اس اس جذبے کی بنا پر محسن انسانیت کی شخصیت کو بیان کرنے کا مجھے شوق ہوا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ کتاب تجارتی مقاصد کی غرض سے سوامی سے منسوب کر دی گئی ہے اس کتاب کو سوامی جی نے نہیں لکھا ہے۔ سوامی جی کے بارے میں جو معلومات ملتی ہیں انہیں کے مطابق وہ ایک ہندو نوجوان تھا جو کسی مسلمان عالم کی صحبت سے متاثر ہوا اور اس نے یہ کتاب عشق رسول ﷺ کی داستانیں سن کر عشق و وجد میں لکھی ہے۔ اس بارے میں حکیم محمد عبداللہ یوں لکھتے ہیں:

''عرب کا چاند ایک ایسی کتاب ہے جس کے اندر متعدد خوبیاں ہیں۔ یہ ایک مایہ ناز تصنیف ہونے کی وجہ سے علمی اور مذہبی حلقوں میں بہت مقبول ہے اسی وجہ سے اس کتاب کے بارے زیادہ لوگ کھوج کھاج کرتے ہیں۔''[5]

مصنف بے شک ایک ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے مگر ان کے دل میں نور ایمان کی روشنی کی جھلک نمایاں تھی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی کے چالیس عنوانات کے تحت ایک باقاعدہ کتاب ترتیب دی ہے۔ اس کتاب میں تاریخی اور ادبی دونوں اسلوب پائے جاتے ہیں۔ مصنف کی بے تعصبی اور ایمانداری کی وجہ سے کتاب میں حقائق کے سوا کچھ نہیں لکھا گیا ہے۔

وجہ تسمیہ

مصنف نے اپنے اس تصنیف کو ''عرب کا چاند'' اس لیے قرار دیا ہے کیونکہ عرب کے معاشرے کے پس منظر کی بات کی جائے تو یہ خطہ جہالت و ظلمت کا مرکز بن چکا تھا، عرب کی تہذیب دنیا کی ایک آلودہ ترین تہذیب تھی جس میں چوری، رشوت، سود خوری، زنا اور کئی دیگر معاشرتی برائیاں عام تھیں جب اللہ تعالی نے اس خطے کی تقدیر کو بدلنا چاہا تو اسلام کی منور کرنوں کو چمکانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صورت میں ''عرب کا چاند'' طلوع فرمایا سوامی اپنی کتاب میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

''آج سے تیرہ سو برس پہلے ایسی ہی سیاہ کاری اور ظلم و ستم کی گھنگور گھٹائیں عرب کے مطلع پر چھائی ہوئی تھیں تو اس کے افق پہ یثرب کا چاند طلوع ہوا۔ جس نے اپنی ضیا بار کرنوں سے ایک دفعہ تو ریگستان عرب کے ذرہ ذرہ کو تجلی زار بنا دیا۔''[6]

سیرت کی دیگر کتابوں میں بھی عرب کے جہالت زدہ معاشرے کو آنحضور ﷺ کی اس خطے میں آمد کی وجہ سے خوش قسمت گردانا گیا ہے مگر اس خطے کی جہالت کو بخوبی ہر سیرت نگار نے بیان کیا ہے۔ یہاں تہذیب انسانی اپنی تمام اخلاقی اقدار سے عاری ہو چکی تھی لوگوں کا معیار زندگی بالکل ہی پست ہو چکا تھا، ظلم و ستم اور بت پرستی کا بازار ایسا گرم تھا کہ یہ طوفان تھمنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا، ظلمت و خون ریزی یہاں کے لوگوں کا وطیرہ بن چکا تھا ایسے میں ایک ایسی مصلح ہستی کی تشریف آوری ہوئی جس کی بدولت یہ خطہ نہ صرف عرب بلکہ عجم کے لیے بھی نور و ہدایت کا مرکز بن گیا۔ اخلاقیات کا اعلی معیار پیغمبر اسلام ﷺ نے اس سرزمین کی وساطت سے روئے زمین پر پھیلایا جس کی وجہ سے مصنف آپ ﷺ کو ''عرب کا چاند'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ ''ایسے پر آشوب زمانہ کے طوفان بے تمیزی میں یہ داعی اخلاق، ہادی طریقت اور سرچشمہ و ہدایت سرور عالم حضرت محمد ﷺ ہی کا ایک فقید المثال اور عدم النظیر کارنامہ تھا کہ آدم از آدم رنگ ہی گیر رکے مقولہ کی صداقت مشتبہ کر

کے دکھلا دی۔ تہذیب و تمدن اور اخلاق و شرافت کے فقدان کے زمانہ میں بھی مکارم اخلاق کے ایک نیز رخشندہ بن کر آسمان عرب پر جلوہ گر ہوئے اور لطف اندوز نظارہ ہونے والے لوگوں کی نگاہیں اوصاف حمیدہ اور خصائل حسنہ کی تابانیوں اور درخشانیوں سے خیرہ کر دیں۔''[7]

عربوں کی حالت کے متعلق عبدالمصطفی اعظمی کا موقف:

عبدالمصطفی اعظمی اپنی کتاب ''سیرت مصطفی ﷺ'' میں یوں بیان کرتے ہیں:

''عرب کی اخلاقی حالت نہایت ہی ابتر بلکہ بد سے بد تر تھی۔ جہالت نے ان میں بت پرستی کو جنم دیا اور بت پرستی کی لعنت نے ان کے انسانی دل و دماغ پر قابض ہو کر ان کو توہم پرست بنا دیا تھا۔ وہ مظاہر فطرت کی ہر چیز پتھر، درخت، چاند سورج، پہاڑ، دریا وغیرہ کو اپنا معبود سمجھنے لگ گئے تھے اور خود ساختہ مٹی اور پتھر کی مورتوں کی عبادت کرتے تھے۔''[8]

سوامی لکشمن نے حضور ﷺ کو عرب کا چاند اس لیے قرار دیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں جزیرہ نمائے عرب کی سرزمین پر ظلم و ستم، بت پرستی، رشوت ستانی، زناخوری، شراب نوشی کا ایک ایسا طوفان برپا تھا کہ تہذیب و شرافت کی دور دور تک کوئی شمع دکھائی نہ دے رہی تھی ۔تمام لوگوں کے دل سیاہ ہو چکے تھے۔ بھولے بھٹکے مسافروں کو صراط مستقیم پر لانے کے لیے کوئی رہبر اور رہنما میسر نہ تھا۔ ایسے میں اللہ پاک نے جب اس خطے کو نور اسلام کی کرنوں سے منور کرنا چاہا تو عرب پر ایک ایسا چاند طلوع فرمایا جس کی روشنی سے ظلمت اور تاریکی نور میں بدل گئی۔ لوگوں کو زندگی کا معیار ملا۔ عورتوں کو حقوق ملے، غلاموں کو معاشرے میں عزت کا مقام ملا۔

منہج واسلوب

یہ کتاب اپنا مخصوص ادبی مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ تاریخی حقائق بھی رکھتی ہے بالعموم کتب تاریخ اور سیرت سے انحراف نہیں کرتی ان میں سلامتی اور دلآویزی کے ساتھ ساتھ کتب کے بیشتر واقعات مستند روایات کی بنیاد پر منتخب کیے گئے۔ مصنف غیر مسلم ہونے کے باوجود اردو زبان کو جس خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں اس طرح آج تک کسی غیر مسلم نے نہیں کیا عرب کا چاند کتاب سے پہلے بھی ہندوؤں نے سیرت پر کتابیں لکھی ہیں۔

سوامی لکشمن پر شاد کی تصنیف کی خوبیاں

شاعرانہ انداز: سوامی نے اپنی کتاب میں ادبی انداز پیش کیا ہے انہوں نے اشعار کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس دنیا میں آمد سے قبل کے حالات کو پیش کیا ہے۔ ان کے شاعرانہ انداز سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک ماہر ادیب بھی تھے اور ادبی ذوق بھی خوب رکھتے تھے۔ ایک ماہر ادیب کی حیثیت سے ان کی کتاب میں ایسے الفاظ اور ایسے اشعار موجود ہیں جو کتاب کی کتاب کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتے ہیں ان کے اشعار کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

جب کہ یہ دنیا سراسر ایک ظلمت خانہ تھی
محفل ہستی شعاع نور سے بیگانہ تھی

نغمۂ آدم سے تھا محروم خوابستانِ دہر
سطح خاکی ایک ہیبت آفریں دیرانہ تھی

روح انسانی تھی جب نا محرم راز الست
ہستی شیطان سراسر قدس کا افسانہ تھی

جرع نوش بادہ ہستی تھے سرمست عدم
گرچہ فطرت جلوہ زار ساغر و پیمانہ تھی

تب بھی ان رنگین ستاروں کی طرح روشن تھی میں
فطرت آدم کی گہرائی میں طوفان زن تھی میں

میں فضائے عرش کا ٹوٹا ہوا سیارہ تھی
جلوہ ہائے نوبنو میں مائل نظارہ تھی[9]

سوامی بیان کرتے ہیں کہ عرب کی سرزمین ظلمت خانہ بنی ہوئی تھی، انسانیت اخلاقی اقدار سے عاری ہو چکی تھی۔ وہ دنیائے میں اپنا آنے کا مقصد بھی بھلا چکے تھے حتیٰ کہ انسان ہی انسان کو حیوان کی طرح سمجھ رہا ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس جیسی لا قانونیت لاگو ہو چکی تھی۔ انہوں نے عالم ارواح سے خدا تعالیٰ سے کیا بندگی کا وعدہ بھی پس پشت ڈال دیا تھا۔

خالص ادبی انداز

اردو ادب جس طرح سوانح عمری کی روایت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح کا انداز سوامی نے اختیار کیا ہے انہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی سوانح عمری کو محبت بھرے انداز میں بیان کیا ہے جہاں شعر و سخن کی عمدہ جھلکیاں بھی نمایاں ملتی ہیں اور زبان و بیان کی چاشنی نے بھی اپنا رنگ خوب جمایا ہوا ہے۔ محاورات و ضرب الامثال کے عمدہ نمونے اس کتاب میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے عربوں کے حالات کے بیان میں یوں بیان کیا ہے:

"آج سے تیرہ صدیاں پیشتر اسی گمراہ ملک کے جو عرب کے نام سے مشہور ہے اور جسے شام سے وہ سلسلہ کوہ جدا کرتا ہے جو اس کے شمال میں چلا گیا ہے۔ مصر سے آبنائے سویز اور ہندوستان سے خلیج فارس، شہر مکہ مکرمہ کی گلیوں سے ایک انقلاب آفرین صدا اٹھی۔"[10]

اس اقتباس سے مصنف کے ادبی انداز کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کس قدر ادبی رنگ کو جمانے کی کوشش کی ہے۔ ان کے ہاں ایسے الفاظ کی کمی نہیں ہے جو کسی بھی ادبی کتاب میں بخوبی ملتے ہیں۔ ان کے ہاں خالص زبان اور سادگی کا اسلوب نمایاں ہے۔ انہوں نے الفاظ کی ترتیب و سلاست کو ملحوظ خاطر رکھ کر ادب رنگ سے رنگ کر جملوں کو پرو دیا ہے جیسے لڑی میں موتیوں کو پرو دیا جاتا ہے۔ سوامی کی یہ کتاب اپنے عمدہ اسلوب بیان کی وجہ سے بہت زیادہ پڑھی جاتی ہے اور اس کتاب میں زبان و بیان کی چاشنی کے علاوہ ایسی خوبیاں موجود ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ کتاب باقی کتابوں سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ مصنف اس قدر نفیس جملوں کو سادگی کے انداز میں بیان کر جاتے ہیں جن کو بیان کرنے میں باقی مصنفین تکلف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ عشق رسول ﷺ کو بیان کرنے کا انداز اتنا سہانا ہے کہ لگتا ہی نہیں ہے کہ یہ کتاب کسی غیر مسلم ہندو نے لکھی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اس کتاب کو کسی مسلمان سے منسوب کرنے میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

زبان و بیان کی عمدگی

ایک ہندو ادیب کی جانب سے لکھی گئی یہ کتاب جو خالص اردو زبان میں ہے، سیرت کی دیگر کتابوں سے اس لیے بھی ممتاز ہے کیوں کہ سیرت کی جتنی بھی دیگر کتابوں ہندوؤں و سکھوں کی جانب سے لکھی گئی ہیں ان میں اردو زبان و بیان کی وہ لذت اور بیان کی چاشی موجود نہیں ہے جو اس کتاب میں بالخصوص پائی جاتی ہے۔ ہندو ادیبوں کی طرف یہ نسبت کی جاتی ہے کہ وہ اردو لکھنے میں مہارت تامہ نہیں رکھتے مگر یہاں معاملہ برعکس ہے، سوامی نے جس انداز سے اردو لکھی ہے اس نے قارئین کو محو حیرت کر دیا ہے۔ اس بارے میں حکیم محمد عبداللہ لکھتے ہیں:

"اردو لکھنے کی صلاحیت اور خاص طور پر ادبی رنگ میں پیش کرنے کی اہلیت اہل ہنود میں بہت کم پائی جاتی ہے گو اس کتاب سے پیشتر کئی ایک ہنود اور سکھ فرقہ سے تعلق رکھنے والے غیر متعصب اور انصاف پسند حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات قلمبند کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔"[11]

سوامی کی اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہندو ادیبوں کے متعلق نظریہ زائل ہو جاتا ہے کہ انہیں اردو لکھنا نہیں آتی بلکہ ان میں بھی ایسے شاہکار ادیب سوامی کی صورت میں موجود ہیں جنہوں نے اردو میں مہارت حاصل کی ہے۔ کتاب میں زبان و بیان کی پیشکش اور جملوں میں باہمی ربط کتاب کے ادبی رنگ کو دوبالا کر دیتا ہے۔

عشق مصطفیٰ ﷺ کا اچھوتا انداز

سوامی کا عشقیہ انداز ایک گہرے سمندر کا روپ دھار لیتا ہے جہاں عاشق رسول ﷺ قاری وارفتگی میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔ حب رسول ﷺ کی شمعیں جھلکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ عالم وارفتگی کی معطر فضائیں ان کے الفاظ سے جھلکتی نظر آتی ہیں ۔ قارئین کو سیرت مصطفیٰ ﷺ کی وادیوں میں مستغرق کر دیتے ہیں کہ قارئین محبت رسول ﷺ کے سحر کا اسیر ہو جاتا ہے۔ حکیم محمد عبداللہ مزید لکھتے ہیں:

"عشق مصطفوی کی طفیل بڑے بڑے ٹیلوں اور خندقوں کو پھلانگ کر گزر جاتا ہے اور نا صرف یہ کہ خود گزر جاتا ہے بلکہ راستہ سے ہٹنے والوں کا مذاق بھی اُڑاتا جاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے کہ لوگو! یہ ٹیلے اور خندقیں جو نظر آرہی ہیں فی الحقیقت مسافر ایمان کی امتحان گاہیں ہیں۔"[12]

عرب کا چاند میں عشق مصطفوی کا ایک ایسا والہانہ انداز پایا جاتا ہے کہ جس میں قاری مستغرق ہو کر کفر و شرک کی رکاوٹوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ عشق کی راہ چلنے والوں کی عظمت مصنف بیان کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ قاری کو ایسے عشقیہ و والہانہ سمندر میں غوطہ زن کرتے ہیں کہ مسلمان بھی انگشت بدنداں ہوتے ہیں کہ ایک ہندو نوجوان کی اتنی محبت جو کہ شاید مسلمان بھی صحیح معنوں نہ اپنا سکے۔

مقدس الفاظ کا استعمال

سوامی نے اپنی کتاب میں ایسے مقدس الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ وہ جگہ جگہ "فداہ ابی وامی" کے الفاظ لکھتے ہیں جو مسلمان سیرت نگاروں کے ہاں بھی اس قدر نہیں پایا جاتا ہے جس قدر ایک ہندو سیرت نگار محبت رسول ﷺ میں لکھتا چلا جاتا ہے۔ محبت رسول ﷺ کے کچھ ایسے بھی انداز ہیں جن کے بارے میں علمائے اسلام اختلاف و ہچکچاہٹ کا شکار نظر آتے ہیں مگر ایک غیر مسلم کی عقیدت کی صدہا سلام ہو کہ اس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنایا ہے۔ صحابہ آنحضور ﷺ سے مخاطب ہوتے وقت "فداک ابی و امی یارسول اللہ" جیسے الفاظ استعمال کرتے تھے مگر مسلمان کے کچھ اعلام حضرات تردد کا شکار نظر آتے ہیں ایک ہندو سیرت نگار نے بغیر کسی تردد کے انہیں برتا ہے۔

"وہ دائرہ اسلام میں نہیں آتا اور ہندو رہتا ہوا ہی چل بستا ہے۔ یہ نہیں کہ اسے اسلام کے سچا مذہب ہونے ہیں کوئی شبہ ہے یا ہندو مذہب کو وہ حق و صداقت کا علمبردار پاتا ہے۔ ہر گز نہیں بلکہ بسا اوقات اپنی زندگی میں ہندوؤں سے اسلام کی حمایت میں لڑائیاں لڑنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔[13]

سوامی نے اپنی کتاب میں عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق ایسے مقدس الفاظ کا استعمال کیا ہے جو مسلمان سیرت نگار بھی اپنی کتابوں میں استعمال میں قیل و قال کا شکار نظر آئے۔ انہیں کوئی ہچکچاٹ محسوس نہیں ہوئی کہ وہ بطور غیر مسلم نوجوان حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائے بغیر عشق و محبت کا ایسا انداز اور اسلوب اپناتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں نہ صرف قرانی آیات بلکہ احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ ان کے کتاب کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سیرت کے مستند کتابوں کو پڑھ چکے تھے اس کے علاوہ انہوں نے مفکرین کی آرا کو بھی اپنی کتاب میں شامل کیا ہے

آیات قرآنیہ سے استدلال:

سوامی نے قرآن مجید جو کہ مسلمانوں کے لیے راہ ہدایت ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ ایک ہندو ہے اس نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور آیات قرآنیہ کو اپنی کتاب میں بغیر کسی قیل و قال کے شامل کیا ہے۔ انہوں نے آغاز وحی کی آیات کو کتاب میں شامل کیا ہے۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ،خَلَقَ الإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ،اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ،الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ،عَلَّمَ الإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[14]

"پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو اس نے لوتھڑے سے بنایا، پڑھیے آپ ﷺ کا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم

سے تعلیم دی ہے،انسان کو وہ کچھ سکھادیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

مصنف نے مسجد قبا کی تعمیر کا تذکرہ قرآن مجید میں آیا ہے مصنف نے اسے اپنے انداز میں یوں لکھا ہے:

"وہ مسجد جس کی بنیاد روز اول پر ہیز گاری پر رکھی گئی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں نماز کے لیے کھڑے ہو کیونکہ اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو پاک اور سعید ہیں اور اللہ پاک اور صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''[15]

اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے جو آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

"اے لوگو! میں نے تمہیں مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے بنائے۔ اس لیے کہ ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ خدا سب کے عیب و ثواب اور ظاہر و باطن سے واقف ہے۔

مصنف نے اپنی کتاب میں قرآنی استدلال سے ضرور کام لیا ہے مگر چند ہی مقامات اور موضوعات پر یہ استدلال ملتا ہے۔ انہوں نے احادیث مبارکہ کے ذریعے بھی استدلال کیا ہے۔ مصنف نے آنحضور ﷺ کی احادیث کو بھی اپنی کتاب میں اصل عبارت کے ساتھ نہیں بلکہ ان کا اردو ترجمہ اپنے مخصوص ادبی انداز میں لکھا ہے۔

احادیث مبارکہ سے استدلال:

مصنف نے احادیث کے اردو تراجم کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آنحضور ﷺ کے حضرت خدیجہ ام المومنین کے یاد فرمانے پر عرض کیا کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہتر بیوی نہیں دی تو آپ ﷺ ایک بزرگ خاتون کو اکثر کیوں یاد فرمایا کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہرگز نہیں جب میں افلاس کے صحراؤں میں بھٹکتا پھرتا تھا اس نے مجھ سے شادی کر کے مجھے دولت و ثروت کی لالہ کار وادیوں میں محو گل گشت کیا۔ جب دنیا مجھ پر کذب افترا کا الزام لگا رہی تھی اس نے میری تصدیق کی۔ جب اور لوگ میرے بصیرت افروز پیغام کی دھجیاں اڑانے کی کوشش کر رہے تھے اس نے میرے پیغام کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔''[16]

سوامی کی کتاب مستند انداز میں لکھی گئی ہے مگر حوالہ جات کو بیان نہیں کیا گیا ہے انہوں نے اپنے مرضی سے جب چاہا جہاں سے چاہا استدلال کیا ہے۔ انہوں نے غیر مسلم مفکرین کی آراء کو اپنی کتاب میں بیان کرنے سے کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوئی، کارلائل اور ولیم میور کی کتابوں اور افکار سے استدلال کیا ہے۔

اسلامی مصادر سیرت سے مطابقت

سوامی لکشمن پرشاد نے اپنی کتاب میں سیرت کے جن مندرجات کو لکھا ہے وہ سیرت طیبہ کے اسلامی مصادر میں بھی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ان کی کتاب کے مندرجات کو درج ذیل اسلامی مصادر سیرت میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

- سیرت النبی ابن ہشام

- ضیاء النبی از محمد کرم شاہ الازھری
- سیرت مصطفی ادریس کاندھلوی
- سیرت النبی از مولانا شبلی نعمانی
- سیرت مصطفی عبدالمصطفی اعظمی

تخلیق نور محمدی ﷺ کے متعلق مصنف کا موقف:

سوامی نے تخلیق نور محمدی کے حوالے سے یہ دعوی کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا نور مبارک اللہ تعالی نے اپنے نور سے پیدا فرمایا تو اس وقت دنیا میں کچھ بھی نہیں تھا نہ لوح و قلم، نہ عرش و کرسی اور نہ ہی کوئی مخلوقات تھی۔ حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے والد ماجد کی پیشانی میں ایک روشن ستارے کی طرح آپکا اور یوں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالی عنہ کے رحم اطہر میں منتقل ہوا اور نبی اخر الزماں ﷺ کی صورت میں اس دنیا میں ظاہر ہو گیا جیسا کہ سوامی لکشمن لکھتے ہیں:

"لوح و قلم، عرش و کرسی بھی کتم عدم سے منصہ شہود پر جلوہ گر نہ ہوئے تھے اس وقت بھی خاتم النبیین، رحمتہ للعالمین، سرور کائنات، فخر موجودات پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفی احمد مجتبے ﷺ روحی فداہ کا نور مبارک موجود تھا۔ جو پیدائش عالم کے وقت انسان اول حضرت آدم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا"[17]

اس سلسلے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ کی مشہور حدیث ہے جس کو عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ اور شرح مواھب الدنیا میں علامہ زرقانی نے بیان کیا ہے، حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيءٍ خَلَقَهُ اللهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ؟ قَالَ : يَا جَابِرُ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّکَ مِنْ نُوْرِهِ، [18]

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کو پیدا کیا؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (کو پیدا کرنے) سے پہلے تمہارے نبی (محمد مصطفی) کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا،

سوامی لکشمن پرشاد نے حضور ﷺ کے متعلق جو اپنی کتاب میں دعوی کیا ہے کہ آپ کے نور کو اللہ تعالی نے اپنے نور سے پیدا کیا ان کی یہ بات حضرت جابر بن عبداللہ کی درج بالا حدیث کے مطابق بالکل درست ہے یہ حدیث صحیح ہے اور اس کو متعدد کتب سیرت اور احادیث کی مستند کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ سوامی لکشمن پرشاد نور محمدی ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ نور مقدس جس ہستی میں بھی رہا اس ہستی سے بہت ہی عجیب کار اور معجزات اور واقعات ظاہر ہوتے رہے۔ یہ نور مقدس جہاں جہاں بھی رہا یہ ایک قید کی صورت میں نہ رہا بلکہ اپنی شمعوں کو منور کرتا رہا حتی کہ حضور ﷺ کے انیسویں دادا جن کا اسم گرامی مضر تھا ان میں یہ نور لطیف نے اپنا ظہور مکمل کیا اور ان کی

پیشانی میں بہترین چمکتا تھا،اس بزرگ کے بہت سے عجیب وغریب حالات اسلامی تاریخ کے صفحات پر غیر فانی حروف میں ثبت ہیں۔آپ کی عدیم المثال قوت مشاہدہ اور غیر معمولی فہم وادراک کے حالات شہرہ آفاق تھے۔

نور محمدی ﷺ کے بارے میں اسلامی مصادر سیرت کا جائزہ لیا جائے تو علامہ عبدالمصطفی اپنی کتاب سیرت مصطفی میں یوں بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔اہل عرب خصوصاً قریش کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔مکہ والوں پر جب کوئی مصیبت آتی یا قحط پڑ جاتا تو لوگ عبد المطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ جاتے اور بارگاہ خداوندی میں ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے تو دعا مقبول ہو جاتی تھی''[19]

سوامی بیان کرتے ہیں کہ ابرہہ لشکر لے کر جب مکہ پر حملہ آور ہونے لگا تو پہلے عبد المطلب کے چار سو انٹوں پر قبضہ کیا۔جب حضرت عبد المطلب اس سے ملنے کے لیے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے چار سو اونٹ واپس لینے آیا ہوں تو ابرہہ بہت حیران ہوا اس نے کہا کہ میں تو آپ کو بہت ہی سمجھدار سمجھتا تھا لیکن تمہیں اللہ کے گھر کی کوئی پرواہ نہیں ہے جس کے تم محافظ اور متولی ہو۔تم اپنے اونٹ واپس لینے آگئے ہو لیکن اس گھر کی حفاظت کی کوشش کیوں نہیں کرتے تو عبد المطلب نے جواب دیا کہ یہ جس کا گھر ہے اس کی حفاظت وہ خود کرے گا میں اس گھر کی حفاظت کرنے کے لیے عاجز ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی اپنے گھر کی عبادت خود کرے گا۔

ابرہہ کے لشکر کے متعلق مفتی عنایت اللہ کاکوری کا موقف:

سوامی لکشمن نے ابرہہ کا واقعہ اپنی کتاب میں بیان کیا اس کو اسلامی مصادر سیرت میں دیکھا جائے تو مفتی محمد عنایت اللہ کاکوری اپنی کتاب سیرت رسول اعظم میں اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

''جب ابرہہ بادشاہ اصحاب فیل کا کا خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ پر چڑھ آیا تھا عبد المطلب جد آنحضرت ﷺ کے چند آدمی قریش کے ساتھ لے کے جبل بثیر پر چڑھے۔اُس وقت نور مبارک عبد المطلب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود ہو کے خوب درخشاں ہوا یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی۔''[20]

مفتی محمد عنایت احمد کاکوری نے نور محمدی ﷺ کے بارے میں یہی موقف اختیار کیا جو سیرت کی باقی کتابوں میں موجود ہے سوامی لکشمن بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں۔علامہ کاکوری کے اس اقتباس سے سوامی لکشمن کے دونوں موقف درست ثابت ہوتے ہیں پہلا موقف نور محمدی ﷺ سے متعلق ہے اور دوسرا خانہ کعبہ کی حفاظت کے بارے میں ہے۔

آب زمزم کے حوالے سوامی اور الطبقات الکبریٰ از ابن سعد کا موقف:

طبقات الکبری سیرت کی ایک مستند کتاب ہے جو ابن سعد کی لکھی ہوئی ہے۔اس کتاب میں آب زمزم کے بارے میں وہی موقف موجود ہے جو سوامی لکشمن اپنی کتاب میں پیش کرتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب کو خواب میں بشارت دی گئی اور آب زمزم کے کنویں کی نشاندہی کرائی گئی اور کنویں کو کھودنے کا حکم دیا گیا۔ابن سعد یوں لکھتے ہیں:

جناب عبدالمطلب نے زمین کھودنے مٹی پھینکنے اور پانی نکالنے کا حکم دیا تین دن تک ہوتے رہے جبکہ اس کے بعد آب زمزم کا نشان ملا عبدالمطلب نے اللہ اکبر کا نعرہ مارااور کہا:

ھذا طوی اسماعیل

یہ وہی زمزم ہے جو حضرت اسماعیل کے لیے جاری ہوا تھا۔[21]

صاحب طبقات نے اپنی کتاب میں آب زمزم کے بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو مسلسل چار روز خواب میں یہی بشارت دی گئی اور حکم دیا گیا کہ آب زمزم ایک مقدس پانی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا اور کوئی بھی اس کی مذمت نہیں کرے گا حاجیوں کو سیر اب کرنے کے لیے یہ مقدس پانی بہت قیمتی ہے۔

شق صدر کے متعلقعلامہ نور بخش توکلی بیان کرتے ہیں:

''حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے۔ایک وہ جس کا ذکر اوپر ہوا۔یہ اس واسطے تھا کہ حضور انور وساوس شیطان سے جن میں بچے مبتلا ہوا کرتے ہیں محفوظ رہیں۔اور بچپن ہی سے اخلاق حمیدہ پر پرورش پائیں۔دوسری مرتبہ دس برس کی عمر میں ہوا تا کہ آپ کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں۔تیسری مرتبہ غار حرا میں بعثت کے وقت ہوا تا کہ آپ وحی کے بوجھ کو برداشت کرسکیں۔چوتھی مرتبہ شب معراج میں ہوا تا کہ آپ مناجات الٰہی کے لیے تیار ہو جائیں۔''[22]

سوامی لکشمن نے بھی اپنی کتاب میں شق صدر کے واقعہ میں لکھا ہے کہ دو سفید پوش انسان آپ ﷺ کو پہاڑ پر لے گئے،اس وقت جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چار سے پانچ سال تھی اور آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ کی بکریوں کو چرانے میں مصروف تھے تو انہوں نے آپ ﷺ کا پہلو سے دل نکالا اور اس کو دھویا اور واپس رکھ دیا لیکن آپ ﷺ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوئی تو اس واقعہ کو اسلامی مصادر سیرت سے دیکھا جائے تو بہت سارے سیرت نگاروں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

حرب فجار میں شرکت

لکشمن پرشاد حضور ﷺ کے ابتدائی ایام جب آپ ﷺ کی عمر مبارک سات سے دس سال کے درمیان تھی ایک خونریز جنگ میں شرکت کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

ابن کثیر کا موٴقف:

واقعہ حرب فجار کے متعلق ابن کثیر یوں لکھتے ہیں:

''عرب میں حرب فجار کے نام سے چار لڑائیاں ہوئیں۔یہ براض والی حرب فجار آخری ہے۔چار روز جاری رہی یوم حملہ یوم عملاء یہ دونوں لڑائیاں عکاظ کے قریب ہوئیں۔یوم شرب یہ سب سے تسکین لڑائی تھی اس میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی اور اسی جنگ میں قریش اور بنی کنانہ کے ریکسوں حرب بن امیہ اور سفیان نے خود کو باندھ لیا تھا کہ بھاگ نہ سکیں اس روز بنی مضر کے چند افراد کے علاوہ میں شکست کھا

گئے تھے۔''[23]

سوامی کے اس موٴقف کی تائید ابن کثیر کی سیرت البدایۃ والنہایۃ سے ہوتی ہے۔انہوں نے اپنی کتاب میں جو بھی لکھا سیرت کی مستند کتب کے مطابق لکھا ہے۔سیرت ابن ہشام میں یہ واقعہ ملاحظہ ہو:

حرب فجار کے متعلق ابن ہشام کا موٴقف:

حرب فجار کے واقعہ کو سیرت ابن ہشام میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے

''جب رسول اللہ لی اسلام کی چودہ یا پندرہ سال کی عمر ہوئی قریش اور بنی کنانہ میں سے جو لوگ ان کے ساتھ تھے اور بنی قیس عیلان میں لڑائی چھڑ گئی اس جنگ کا نام جنگ فجار رکھا گیا۔''[24]

سوامی کے اس موٴقف کی تائید ابن کثیر کے علاوہ ابن ہشام کی سیرت کی مستند کتاب سیرت النبی ﷺ سے ہوتی ہے۔انہوں نے اپنی کتاب میں جو بھی لکھا سیرت کی مستند کتب کے مطابق لکھا ہے۔

مغربی مصادر سے استدلال

سوامی لکشمن پرشاد ایک ہندو نوجوان ہونے کے باوجود اپنے ہندو مذہب کے پیشواؤں پر کتاب لکھنے پر آقا ﷺ کی سیرت پر قلم کشائی کو اس لیے ترجیح دیتے ہیں کیوں کہ ان کے دل میں پیغمبر اسلام ﷺ کی محبت راسخ ہو چکی تھی انہوں نے اپنی کتاب لکھنے سے پہلے اسلامی و غیر اسلامی مصادر سیرت کا مطالعہ تو کیا مگر اپنی کتاب میں غیر مسلم مفکرین کی لکھی گئی ان باتوں کو شامل کیا جو پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے مثبت نکتہ نظر کی حامل تھیں۔مثلاً انہوں نے کارلائل، ولیم میور اور ورڈز ورتھ کی کتابوں میں سے ان باتوں کو شامل کیا جو پیغمبر اسلام ﷺ کے حق میں لکھی گئی ہیں ان کی مختصر تفصیل ملاحظہ ہو۔

کارلائل[25] کا خیال:

مشہور عالم مغربی فلسفی کارلائل نے اپنی عالی پایہ تصنیف ''اکابر اور اکابر پرستی'' میں آپ کے حالات پر معجزات میں آپ کی اس ذہنی کیفیت کا تجزیہ یوں کیا ہے:۔

سفر و حضر میں ہر جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے تھے۔

میں کیا ہوں؟ یہ غیر متناہی عالم کیا ہے؟ نبوت کیا شے ہے؟ میں کن چیزوں کا اعتقاد کروں؟ کوہ حرا کی چٹانیں، کوہ طور کی سر بفلک چوٹیاں کھنڈر اور میدان کسی نے ان سوالوں کا جواب دیا؟ ہرگز نہیں۔بلکہ گنبد گرداں گردش لیل و نہار چمکتے ہوئے ستارے برستے ہوئے بادل، کوئی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکا۔''[26]

سوامی لکشمن نے ان کا یہ اقتباس اپنی کتاب میں شامل کیا ہے جو مثبت انداز میں ہے جس میں کارلائل یہ بیان کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے معجزات سے آپ ﷺ کے ذہنی کیفیت کا تجزیہ ملتا ہے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں رہتے اور آپ ﷺ کے دل میں کئی سوالات جنم

لیتے مگر ان سوالات کے جوابات آپ ﷺ کو غار حرا کی تنہائی میں ملے جب آپ ﷺ پر وحی کا فرشتہ نازل ہوا مصنف نے اپنی کتاب میں کارلائل کے علاوہ سر ولیم میور کا اقتباس بھی شامل کیا ہے۔

سر ولیم میور[27]

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں رقمطراز ہے:

All the authorities agree in ascriling. to the youth of Mohamat a correctness of department and purity of manners rare amony the people of Mecca"[1]"

(سرور دو عالم) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جوانی کی عمر میں آپ کی پاکیزگی اخلاق اور مطہر عادت پر سب مصنف متفق ہیں۔ حالانکہ یہ جنس گراں مایہ مکہ کے لوگوں میں کمیاب تھی۔[28]

ولیم میور کا شمار بھی ان مغربی مفکرین میں ہوتا ہے جنہوں نے تعصب سے سیرت رسول ﷺ پر لکھا مگر مصنف نے جو اقتباس اپنی کتاب میں شامل کیا ہے اس میں مثبت بات کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ کارلائل اور ولیم میور کے علاوہ سوامی نے اپنی کتاب میں مشہور شاعر فطرت ورڈز ورتھ کی شاعری سے بھی استدلال کیا ہے۔

ورڈز ورتھ[29] کا اقتباس

"Learn by a mortal yearinng.
To ascerd secking a higher object.
Love was given concouraged sauctioned
Chirfly for that end.
For this the passion to excess was drivem.
That self anaight be
Her lewdage prove the father of
a dream, opposed to love "!"

سوامی نے بھی فطرت کی عکاسی کرنے والے اس شاعر کا اثر قبول کیا اور اپنی کتاب میں ان کے کچھ اشعار انگریزی میں بیان کرنے کے بعد اپنے الفاظ میں بیان کر دیے یوں کتاب کی سند میں پختگی اور استدلال کی مضبوطی کا اہتمام کیا۔

خلاصۃ البحث

سوامی لکشمن پرشاد ایک ہندو سیرت نگار تھے جنہوں نے دنیا کی عظیم ہستیوں کے متعلق ایک بڑی کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر اس کتاب کا ایک ہی باب ''عرب کا چاند'' ہی لکھ پائے داعی اجل کو لبیک کہہ بیٹھے۔ ان کی کتاب میں عشق مصطفوی ﷺ کا ایک انوکھا اور اچھوتا انداز ملتا ہے جس کی وجہ سے قارئین کی ایک بڑی تعداد اس کتاب کو دلچسپی سے پڑھتی ہے اور اس کتاب کے بارے میں یہ رائے دیتی ہے کہ یہ ضرور کسی مسلمان کی لکھی ہوئی کتاب ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کتاب ایک ہندو نوجوان سیرت نگار سوامی لکشمن پرشاد کی ہی تخلیق ہے جو محبت رسول ﷺ کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر لکھی گئی ہے۔

زبان وبیان کی خوبیوں کی وجہ سے عرب کا چاند سیرت کی دیگر کتب جو غیر مسلموں کی جانب سے پیش کی گئی ہیں،ان سے ممتاز مقام رکھتی ہے کیوں کہ یہ ایک ادبی کتاب ہے جو سوانح عمری کے انداز میں لکھی گئی ہے مگر ادبی اعتبار سے بلند پایہ کتاب ہے جو بیان کی چاشنی، محاورات اور ضرب الامثال کے ساتھ لطیف جملوں اور نادر تشبیہات و استعارات کا مرقع ہے۔اشعار کی مدد سے اس کتاب کی خوبصورتی دوبالا ہو جاتی ہے۔سیرت نگاری کی یہ کتاب اسلوب بیان کی چاشنی کے لحاظ سے شاندار ہے۔سوامی لکشمن پر شاد کی کتاب ادبی رنگ میں رنگی ہوئی نایاب کتاب ہے جس میں نظم و نثر دونوں کا حسین امتزاج ملتا ہے۔اس کتاب میں حوالہ جات بیان نہیں کیے گئے مگر استدلال کے لحاظ سے یہ قرآن و حدیث،اقوال صحابہ اور مغربی مفکرین کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔مصنف نے آنحضور ﷺ کی زندگی کے چالیس عنوانات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، مکی دور کے تمام اہم موضوعات کو بیان کیا گیا ہے مگر معراج النبی ﷺ کا موضوع شامل نہیں کیا گیا ہے۔مدنی دور کے تمام اہم موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔آنحضور ﷺ کے معجزات پر زیادہ بات نہیں کی گئی ہے۔

References

1 - Hakeem Muhammad Abdullah, Late Swami Laxman, Content, ‘‘ Arab ka chand by Swami Laxman, Maktaba Tameer Insaniat, Lahore, p.4
2 -Arab ka chand by Swami Laxman, Maktaba Tameer Insaniat, Lahore, p.10
3 -Arab ka chand,p5
4 -Arab ka chand by Swami Laxman,Lahore, p.6
5 - Arab ka chand by Swami Laxman,p.4
6- Arab ka chand by Swami Laxman,p.25
7- Arab ka chand by Swami Laxman,p.96
8 -Abdulmustafa Azmi, seerat Mustafa, Zia aulquran publications ,2010,p31
9- Arab ka chand by Swami Laxman,p.44
10- Arab ka chand by Swami Laxman,p.41
11 - Arab ka chand by Swami Laxman,p.4
12 - Arab ka chand by Swami Laxman,p.5
13 - Arab ka chand by Swami Laxman,p.5
14 .Al-Quran,96 :1-5
15 - Arab ka chand by Swami Laxman,p.110
16 - Arab ka chand by Swami Laxman,p193
17Arab ka chand by Swami Laxman,p42
18 Abdulrazzaq, almawahib,91/1
19 - Abdulmustafa Azmi, seerat Mustafa, Zia aulquran publications ,2010,p37
20.Mufti Inayat ullah kakoori, seerat e Rasool, maktabo mehria, Sialkot,p10
21 Ibne saad, altabqat, P88
22. Noor Bukhsh Tawakli, seerat Rasool, Zia aulquran publicatioin, Lahore,2009,p42
23 -Ibn e Kathir,darulishat Karachi,2008,p475
24.Ibn e Hassam, Seert ul Nabi, Islami Kutub Khana, lahore,P188۱۸۸
25 Karl Laisle is considered one of the Western thinkers who wrote with bias about you (the Prophet).
26- Arab ka chand by Swami Laxman,p.108
27Sarolim Mayur is one of the western thinkers. In 1840, he wrote a treatise on Masahir Alam, which was published in 1841 under the title of Masahir and Masahir Parasti. In which he expressed his idealistic views on the revolutionary role of Hazrat Muhammad (peace be upon him) and in this

process, he got angry from some circles, but at the same time he got immense praise from other circles. His thesis is the subject of this book.

[28]- Arab ka chand by Swami Laxman,p.97

[29] Wordsworth: English language poet William Wordsworth is known in two contexts. Love of nature and friendship with ST Coleridge. William Ward Zorth was born on 7 April 1770 into a middle-class family in Cock Mouth, a village in the Lake District. For the first few years, she was brought up in Naz and Naam, then her parents died and her uncle raised her. His early schooling was at Hawk Shed. William Wordsworth is one of those poets who studied nature closely and put it into words. Wordsworth's poems are like pearls in English literature. He acquired the skill not only in the beautiful way of nature but also in dressing it in words.